

## اندرونی صفحات میں

- صفی ذی حسی، شہری، معاشرہ اور پولیس
- شہری ایجوکیشن
- آئی کم اسٹیز: ایک ماحول دوست شخصیت
- زلزلے کے چھ ماہ بعد

# شہری



برائے بہتر ماحول

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔۔۔ مارگریٹ میڈ

جنوری تا جون 2006ء

## کچھوؤں کی محفوظ سکونت کے لیے پائیدار منصوبہ

شہری سی بی ای نے گلوبل انوائرنمنٹ فیسلیٹی کے مالی تعاون اور یو این ڈی پی کے زیر نگرانی ہاکس بی اور سینڈزپٹ کے ساحل پر کچھوٹوں کی سکونت اور تحفظ کے لیے ایک قابل عمل منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس دو سالہ منصوبے کے اغراض و مقاصد اور ماحصل کی دستاویز کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حساس ماحولیاتی نظام کے لیے ایک فطری سکونت موزونیت کے اشارے (ایچ ایس آئی) مرتب کیے گئے۔ سکونت ماڈل ایک قابل عمل ذرائع، وسائل اور باہمی نظام فراہم کرتے ہیں۔ پروجیکٹ میں مطلوبہ ماحولیاتی

کا بنیادی مقصد سبز سمندری کچھوؤں (Chelonia Mydas) کے تحفظ کے لیے پائیدار سرگرمیوں اور پروجیکٹ اہریا میں کچھوؤں کے انڈے دینے کی پناہ گاہوں کے لیے نظم و ضبط کو بہتر بنانا تھا۔ یہ کام ماحولیاتی منتظم نگران اور شرکاتی حکمت عملی کے تصور پر مبنی سفارشات کے ذریعے کیا جاتا۔ پروجیکٹ کی سرگرمیوں کو تین الگ الگ حصوں میں تقسیم کر کے مندرجہ مختلف پیمانوں کی کامیابی حاصل کی گئی۔

### منصوبے

- فطری جائے سکونت کا انتظام۔
- عوامی شرکت اور آگاہی میں اضافہ۔
- موجودہ قانون ساز دستاویز میں ترمیم۔
- پروجیکٹ کے پہلے دو اجزا میں کامیابی کا پیمانہ بہت بلند تھا۔ پروجیکٹ اہریا کے لیے پائیدار اور مستقل فطری جائے سکونت کے انتظام کے لیے ایک تفصیلی اور جامع دائرہ کار وضع کیا گیا جس نے تجویز کردہ رہنما خطوط پر مبنی انتظامی رہنما خطوط اور مجوزہ اعمال دونوں کو مضبوط کیا۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ ایک

## کچھو نگران کمیٹی کا اجرا

کچھوؤں کی نسل کی بقا میں مدد دینے کے لیے کچھو نگران کمیٹی کا باقاعدہ اجرا کرنے کے لیے ایک میٹنگ کا انعقاد ہوا۔ دوران میٹنگ منصوبے سے متعلق مختلف پہلوؤں پر تفصیلی تعارف اور بحث و مباحثہ کے بعد کمیٹی کے جن اہم اغراض و مقاصد اور فرائض کو حتمی شکل دی گئی وہ درج ذیل ہیں۔

### مقاصد

سینڈزپٹ/ہاکس بی ساحلوں کے ایسے ماحول دوست استعمال کی حمایت اور اعانت کی جائے جو سمندری کچھوؤں کی افزائش نسل کے لیے ایک محفوظ سکونت کی فراہمی کے عین مطابق ہو۔ (صفحہ 4 ملاحظہ فرمائیے)





سکوٹی تیار کرنے کی غرض سے سکوتی ماڈلنگ کی ٹیکنیک استعمال کی گئی تاکہ پروجیکٹ ایریا میں کچھوؤں کی پائیدار سکونت اور انڈے دینے کے

شہری  
جی 206 بلاک 2- پی ای سی ایچ ایس  
کراچی-75400، پاکستان  
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646  
E-mail: Shehri@onkhura.com  
(Web site)  
www.shehri.org  
ایڈیٹر: سمیرا نعیم  
انتظامی کمیٹی:

چیئر پرسن: رونالڈ ڈی سوزا  
وائس چیئر پرسن: ایس رضاعلی گردیزی  
جنرل منیجر: امبر علی بھائی  
نائب چیئر پرسن: شیخ رضوان عبداللہ  
ارکان: خطیب احمد، ڈیرک ڈین،  
حذیف اے ستار  
شہری اسٹاف:  
کوآرڈینیٹر: سرور خالد  
اسسٹنٹ کوآرڈینیٹر: ریحان اشرف  
بانی ارکان:

نوحید حسین، قاضی فائز علی  
حمیرا رحمن، دانش آرزو بی  
زین شیخ، خالد ندوی، قیصر بنگالی

شہری ڈیلی کیٹیاں:

i- جانوں

ii- میڈیا اور بیرونی روابط

iii- آلودگی کے خلاف

iv- پارکس اور تفریح

v- اسلٹو سے پاک معاشرہ

vi- تحفظ ورثہ

vii- مالی حصول

شہری کی رکنیت "شہری برائے بہتر ماحول" کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر ادارتی عملہ کا خبر نامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن: حیاء الدین حیات  
پروڈکشن: انٹر پرائس کمیونٹی کیشن (IPC)

مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن  
کن IUCN اڈی ورلڈ کنزروویشن یونین

ثبوت رد عمل حاصل نہ ہو سکا۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی (ہاؤس بے ساحل پرنٹس کی لیزنگ کی ذمہ دار) کا جہاں تک تعلق ہے تو یہاں بھی ان معنوں میں محدود کامیابی حاصل ہو سکی کیونکہ شہری سی بی ای کی پروجیکٹ ٹیم بعض کونسلروں کو سٹی کونسل کے اجلاس میں مجوزہ ترمیمات کی منظوری کے لیے ایک قرارداد پیش کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب رہی لیکن کونسل کے اجلاس میں قرارداد کو مطلوبہ حمایت حاصل نہ ہو سکی جس کی وجہ سے لیز دستاویزات میں ترمیمات کو شامل نہیں کیا جاسکا۔

کے پی ٹی کی جاری کردہ ہٹ لیز دستاویز میں ترمیم کا مقصد حاصل کرنے میں اصولی رکاوٹ کے پی ٹی افسر شاہی کا بے حس اور غیر متحرک رویہ تھا شہری کی پروجیکٹ ٹیم کی مستقل کوششوں کے باوجود مثبت رد عمل حاصل نہ ہو سکا اور بیشتر بحث و مباحثہ اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے ساتھ ہوا۔ تاہم ان حکاموں کا متعلقہ عملہ لیز ترمیمات کے کیس کو کے پی ٹی بورڈ کے سامنے کامیابی سے پیش نہیں کر سکا۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ مختلف لائحہ عمل اختیار کیا گیا کیونکہ سی ڈی جی کے منتخب کونسلروں کی نمائندگی کرتی ہے اس لیے پروجیکٹ ٹیم کو ایک مختلف طریقہ کار کی ضرورت تھی چنانچہ اسٹیٹ ریونیو ڈپارٹمنٹ اور ناظم سمیت منتخب کونسلروں سے رابطے قائم کیے گئے۔

ابتدا میں اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کا رد عمل

کٹا پچھڑے کچھوئے کے نام سے تیار کیا گیا جو اب بعض اسکولوں میں نصاب کا حصہ ہے۔ کچھوؤں کے تحفظ اور ان کی فطری جائے سکونت کے موضوع پر ایک گیت اور ویڈیو تیار کی گئی جسے ٹیلی ویژن چینلز پر دکھایا گیا۔ پاکستان فرفونک فورم کے اشتراک سے ایک اسٹریٹ تھیٹر مرتب کیا گیا جس میں خصوصی طور پر مقامی لوگوں کو ہدف بنایا گیا۔ اسٹیکرز، ملگو، ٹی شرٹس جیسے یادگار تحفے (سونیوز) تیار کیے گئے جن پر کچھو تحفظ کا پیغام درج تھا۔ سامعین نے آگاہی بڑھانے والے ان اقدامات کا دلی خیر مقدم کیا۔

مالی امداد ختم ہونے پر پروجیکٹ کی پائیداری کے لیے کچھو انگریز کمیٹی قائم کی گئی جو شہری معاشرے کے متعلقہ افراد مثلاً این جی اوز، مقامی آبادی اور بھونپڑیوں کے مالکان پر مشتمل تھی انہیں شہری سی بی ٹی ای نے سہولتیں بہم پہنچائیں۔

اس کے باوجود بھونپڑیوں کی دستاویزات میں ترمیمات کو متعارف کرانے میں محدود کامیابی حاصل ہو سکی۔ جن کا مقصد بھونپڑی مالکان کو ملاقاتی، عارضی اور مستقل کچھوؤں کو درپیش خطرات سے نشیٹنے کی ضرورت کو محسوس کرانا تھا۔ کچھوؤں کو تحفظ فراہم کرنے کی ضرورت کا احساس دلانا تھا۔

کراچی پورٹ ٹرسٹ (سینڈز پیٹ کے ساحل پر ہٹ کی لیزنگ کا ذمہ دار) کی انتظامیہ سے مجوزہ ترمیمات کو لیز دستاویزات میں شامل کرانے کے لیے رجوع کیا گیا لیکن کوئی

لیے ضروریات کا اندازہ لگایا جائے اور وہ پالیسی سازوں اور محفوظ علاقے کے منتظموں کے لیے آلہ کار فراہم کر سکے اور ان کی انتظامی صلاحیتوں میں اضافہ ہو سکے۔

اس کے علاوہ پروجیکٹ ایریا کو ایک محفوظ علاقہ قرار دینے کے لیے ایک جامع قابل عمل احکامات تیار کیے گئے اور تمام متبادل احکامات سمیت بین الاقوامی اور قومی محفوظ علاقوں کی اچھی طرح تشخیص کی گئی تاکہ پروجیکٹ ایریا کو محفوظ علاقہ قرار دینے کے لیے ایک درست نمونہ تیار ہو سکے۔

چوکیداروں کے لیے دو مرحلوں پر مشتمل ماحولیاتی منتظم کے تصور اور عمل پر ایک کامیاب تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا جس میں تقریباً 100 ہٹ چوکیداروں نے شرکت کی۔ ساحلی علاقے میں ترقی سے متعلق تمام خلاف ورزیوں/ ناجائز قابضین کی تفصیلی دستاویز تیار کی گئی تاکہ ساحلی علاقے کی سکوتی موزونیت پر اثرات کا اندازہ لگایا جاسکے۔

آگاہی بڑھانے والی سرگرمیوں میں نوجوانوں کو ملوث کیا گیا۔ تین مقامی اسکولوں میں کچھو انگریز کلب قائم کیے گئے جن کا مقصد نوجوانوں کی تربیت اور ان میں آگاہی پیدا کرنا تھا۔ طلباء کے لیے کچھوؤں کا نظارہ کرنے کے لیے سیاحتی دورے اور کچھو تحفظ کے موضوع پر تصویر کشی کے مقابلے منعقد کیے گئے۔ ایک مقامی اسکول کے طلباء نے پروجیکٹ کا لوگو تیار کرنے میں حصہ لیا۔ بک روپ نامی این جی او کے تعاون سے ایک



## پروجیکٹ کا حاصل

پروجیکٹ کے دوران مندرجہ ذیل خصوصیات حاصل کیے گئے۔

- ایک جامع دستاویز جس میں سکونتی انتظام کے لیے تقوید دائرہ کار اور محفوظ علاقے کی حیثیت سے پروجیکٹ ایریا کے تقرر کے لیے تفصیلی قابل عمل طریقہ کار شامل تھے۔
- ایک ابتدائی قابل عمل طریقہ کار کے مطالعے کے لیے سینڈزپٹ/ہا کس بے ساحلوں میں بزرگ پھوٹوں کی سکونت کے جغرافیائی انداز اور نمونے کا تعین کرنے کے لیے ڈی این ای نقشہ سازی کا استعمال۔
- سینڈزپٹ/ہا کس بے کے ساحلوں پر پٹ کی تعمیرات میں زمین کے استعمال کی تیاری جس میں تصویری شہادتیں بھی شامل کی گئیں۔
- این بی اوک گروپ کے تعاون سے بچوں کی تعلیم کے لیے پھوٹوں کے تحفظ پر مبنی پھوٹوں کے نام سے ایک رہنما کتابچے کی تیاری۔
- پاکستان فٹروک فورم کے تعاون سے پھوٹوں کے تحفظ کے موضوع پر اپنی قلم کار سٹریٹ تعمیر تیار کیا گیا۔
- تین مقامی اسکولوں میں پھوٹوں کا ماحولیات کا قیام۔
- گھرانہ کھیتی باڑی میں اہل زمین میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے ارکان شامل ہیں۔
- مقامی برادری کے لیے ماحولیاتی تنظیم کے تصور اور افعال پر ویڈیو کی بنیاد پر ایک رہنما تربیتی پروگرام کی تیاری۔
- عوامی شعور کو بڑھانے اور پھوٹوں کی سکونت کے تحفظ کے فروغ کے لیے مندرجہ ذیل آلات کار کی تیاری۔
- پھوٹوں کی سکونت کے تحفظ کے موضوع پر گیت/ویڈیو۔
- اطلاعاتی تصاویر پر پوسٹر۔
- پھوٹوں کی سکونت کے تحفظ کے موضوع پر گیت اور سٹریٹس اور سٹریٹس تیار کیے گئے۔

آغاز پروجیکٹ ایریا کے لیے ماحولیاتی نگرانوں کی ایک با علم اور مشتاق قوت تیار کرنے میں بہت زیادہ مددگار ثابت ہوگا۔

پروجیکٹ ایریا میں اراضی مالکان اداروں مثلاً سی ڈی جی کے اور کے پی ٹی کے کردار اور شراکت کو منصوبہ بندی کے مرحلے میں اہمیت دی گئی۔ یہ فرض کیا گیا کہ وہ علاقے کی حساس ماحولیاتی حیثیت کا ادراک کریں گے اور پالیسی اقدامات کی شکل میں کچھ نہ کچھ مدد اور تائید فراہم کریں گے جو پروجیکٹ کے مقاصد کو حاصل کرنے میں معاون ہو سکتی ہے۔

یہ متوقع مدد خصوصاً کے پی ٹی کے حوالے سے حقیقت کا روپ نہ دھار سکی۔ نوکریاں، سرخ فیتہ اور سیاسی مفادات ملوث تھے جن کا ادراک پروجیکٹ کی منصوبہ بندی کے مرحلے پر بھرپور طور پر نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے پروجیکٹ کے محدود مثبت نتائج حاصل ہو سکے جو پھوٹوں کی فطری جائے سکونت کے بہتر تحفظ کے لیے موجودہ قانون ساز آلات کار کو قوت بخشنے سے متعلق تھے۔

ساحلوں کو سب سے زیادہ استعمال کرنے والے ہٹ مالکان ہیں۔ انہیں ان کے کردار اور ذمہ داریوں کا احساس دلانے

ایک شراکتی رسائی کی سفارش کرتا ہے۔

پروجیکٹ ایریا کو محفوظ علاقہ قرار دینے کے لیے ایک تفصیلی امریکائی رپورٹ کا بھی اہتمام کیا گیا۔ مختلف انتخابی اختیارات کا ان کے پروجیکٹ ایریا سے نسبت کے باعث تجزیہ کیا گیا اور محفوظ علاقے کے تقرر کے لیے قومی اور بین الاقوامی تسلیم شدہ انتخابی اختیارات کی بھرپور تشخیص کی گئی۔

ہا کس بے/سینڈزپٹ کی ساحلی پٹی کے لیے ہٹ کی ملکیت اور تعمیر میں ہونے والی خلاف ورزیوں کی تفصیلی دستاویز تیار کی گئی جو علاقے میں مستقبل کی کسی بھی منصوبہ بندی اور ماحولیاتی تحفظاتی اقدامات میں معاون ہونے کے لیے ایک نہایت اہم دستاویز کا کردار ادا کرے گی۔

پروجیکٹ کا ایک انتہائی حوصلہ افزا پہلو نوجوانوں کے درمیان دلچسپی کا پیدا ہونا تھا۔ اسکول کے بچوں نے پروجیکٹ کا لوگو منتخب کرنے اور پھوٹوں کے تحفظ کے موضوع پر ہونے والے تصویر کشی کے مقابلوں میں حصہ لیا۔ انہوں نے پھوٹوں کا نظارہ کرنے کے دوروں میں شرکت کی اور ساحل کی صفائی کی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا۔

پروجیکٹ ٹیم کو تین مقامی اسکولوں میں پھوٹوں کا ماحولیات کا قیام کرنے میں کامیابی ہوئی یہ صرف طلباء اور اساتذہ کی مدد و دلچسپی اور شرکت کی وجہ سے ممکن ہو سکا۔ عوامی شعور اور آگاہی میں اضافے کے لیے مختلف آلہ کار مثلاً اسٹیکرز، گیس اور پھوٹوں کی گیت/ویڈیو نے لوگوں میں اچھی مقبولیت حاصل کی۔

پروجیکٹ کی ایک اور مثبت کامیابی مقامی برادری کی تربیت تھی۔ ماحولیاتی نگرانی کے تصور اور مشق میں جس کی نمائندگی چوکیداروں نے کی ایک سو سے زیادہ چوکیداروں نے دو تربیتی اجلاسوں میں شرکت کی، جن کی بنیاد جدت اور اختراع پر تھی اور جس کا انتظام مکمل طور پر بھری ذریعے پر کیا گیا تھا۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس پروگرام کا

حوصلہ افزا نہیں تھا لیکن بتدریج شہری پروجیکٹ ٹیم متعلقہ عملے کے ساتھ تعلق کا قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی اور انہوں نے سٹی کونسل میں منظوری کے لیے پیش کی جانے والی قرارداد کے مسودے کی تیاری میں اعانت فراہم کی تاہم کونسل میں قرارداد کو منظور کرانے کے لیے مطلوبہ حمایت اور تائید حاصل نہ ہو سکی چنانچہ لیز دستاویزات میں ترمیمات کو شامل نہ کیا جاسکا۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ کے پی ٹی افسر شاہی کو کس طرح قائل کیا جاسکتا ہے؟ وہوؤں کے برخلاف یہ صاف عیاں ہے کہ کے پی ٹی میں فیصلہ سازی کے عمل میں ماحولیاتی خدشات کی گنجائش نہیں ہے خصوصاً اس وقت جب چناؤ ترقی اور ماحولیاتی تحفظ کے درمیان ہو۔

پھوٹوں اور ان کی سکونت کا تحفظ ایک ایسا معاملہ ہے جو کے پی ٹی کی ترجیحات میں شامل نہیں ہے پروجیکٹ میں وقت کا دباؤ بھی منسلک تھا اور نہ کے پی ٹی افسر شاہی پر توجہ مذکور کرنے کی بجائے کے پی ٹی بورڈ کے ارکان تک مزید رسائی سے بہتر نتائج حاصل کیے جاسکتے تھے۔

کے پی ٹی کی بھاری بھرم افسر شاہی کے مقابلے میں سی ڈی جی کے منتخب کونسلروں کے ساتھ کام کرنا ٹیم کے لیے بہتر ثابت ہوا۔ ابتدائی بے اعتنائی کے باوجود اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے افسران کسی حد تک ہمارے مقاصد سے قائل ہو گئے اور پھر اس حد تک آگے بڑھے کہ کونسل قرارداد کا مسودہ تیار کرنے میں تعاون کیا، لیکن کونسل کے اجلاس میں وقت پر قرارداد کو اختیار کرنے کے لیے مطلوبہ تائید حاصل نہ ہو سکی۔

بہر حال پروجیکٹ کا مثبت پہلو سکونتی انتظام دلائل عمل کے لیے ایک مکمل دائرہ کار کی تیاری ہے۔ یہ دائرہ کار تمام متعلقہ پہلوؤں مثلاً پالیسی سازی، منصوبہ بندی، نفاذ اور انتظام کا احاطہ کرتا ہے اور سکونت کے انتظام اور منصوبہ بندی سے متعلق تمام فیصلوں میں

اور ساحلوں کے ماحول دوست استعمال کے لیے پسندیدہ سطح تک متحرک کرنے میں کامیابی نہ ہوگی جس کی وجہ سے ہٹ چوکیداروں کے ماحولیاتی نگران کی حیثیت سے تربیت کا اثر کم ہو گیا۔

یہ محسوس کیا گیا کہ سکونتی انتظامی لائحہ عمل کی صورت میں متعلقہ پالیسی بنانے والوں کو بہترین دستاویز فراہم کی گئی ہے جو ایسی پالیسیوں، منصوبوں اور پروجیکٹ کے لیے بنیاد ہو سکتی ہے جن کا مقصد پروجیکٹ ایریا میں کچھوڑوں اور ان کی جائے سکونت کا تحفظ ہو۔ اسی طرح پروجیکٹ ایریا کو محفوظ علاقہ قرار دینے والی امکانی رپورٹ مستقبل میں ہونے والی ایسی کسی بھی کوشش کی بھرپور اعانت کرے گی۔

مقامی کمیونٹی کو ماحولیاتی نگران کی حیثیت سے تربیت فراہم کی گئی اور ممکن ہے کہ محفوظ علاقے میں مستقبل میں کوئی اور تحفظ کے لائحہ عمل کا نفاذ ہو اور اس میں مقامی لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہو۔ اس صورت میں مذکورہ تربیت ان کے کام آئے گی۔ وہ اس وقت بھی مختلف تنظیموں مثلاً ڈبلیو ڈبلیو ایف پاکستان اور سندھ وائلڈ لائف ڈپارٹمنٹ کی جانب سے جاری تحفظ کے اقدامات میں بہتر اعانت فراہم کرنے کے قابل ہیں۔

پروجیکٹ کی سرگرمیوں کے ذریعے سے عوامی شعور (خصوصاً نوجوانوں) میں اضافہ کیا گیا جو پروجیکٹ ایریا میں متعلقہ اداروں پر تحفظ کے لائحہ عمل کے نفاذ کے لیے ایک با علم دباؤ ڈالنے میں مدد دے گا۔

پروجیکٹس کے مقاصد کے تسلسل کے لیے اب ماحولیاتی نگران کمیٹی کی شکل میں ایک فورم موجود ہے۔ اس کمیٹی کو تقویت دینے کی ضرورت ہے اور یہ کام کمیٹی کے شرکاء کے بامقصد اقدامات سے ہی ممکن ہے۔

اسے متعلقہ سرکاری اداروں کے ساتھ موثر لابی کرنے اور ایسے تمام ماحول دوست اقدامات کی تائید اور فروغ دینے کی ضرورت ہے جن کا مقصد کچھوڑوں اور ان کی جائے سکونت کو تحفظ دینا ہو۔ اس میں اپنے اندر فنڈ اکٹھا کرنے اور مثبت اقدامات کے لیے حکومت اور شہری معاشرے کی تنظیموں کے کام میں مدد اور سہولتیں بہم پہنچانے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔

پروجیکٹ کے چند ابتدائی اقدامات مثلاً کچھو مجبان کلب کو کامیاب بنانے کے لیے ڈونر ایجنسیوں اور کارپوریٹ سیکٹر کی مالی امداد فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

پروجیکٹ کے تجربے سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ موجودہ ماحولیاتی مسائل کے دیر پا اور طویل المدت حل کی تلاش میں سب سے زیادہ اہم سیاسی عزم پالیسی۔ منصوبہ بندی کے موثر نفاذ کی ذمہ دار تنظیموں کی کارکردگی پر منحصر ہے۔ تاہم جہاں سرکاری سطح پر مطلوبہ تکنیکی اور انتظامی صلاحیتوں کا فقدان ہو وہاں استدلال، منصوبہ بندی اور دباؤ کو شامل کرنا چاہیے۔ سرکاری اور غیر سرکاری شراکت ایک مجوزہ تحریکی لائحہ عمل ہے۔

☺☺☺

## اراکین کمیٹی

کچھو انگران کار کمیٹی کے اراکین درج ذیل ہیں۔

- 1- نائیک احمد (شہری۔ سی بی ای)
- 2- فرحان انور (شہری۔ سی بی ای)
- 3- ڈاکٹر اعجاز احمد (ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پاکستان)
- 4- سید علی حسین (ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پاکستان)
- 5- بابر حسین (ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پاکستان)
- 6- عبدالغنی (صدر فشر ٹوک ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن) نمائندہ مقامی کمیونٹی
- 7- آصف احمد چودھری (چیئرمین، ماڈرن موٹرز) مالک ہٹ
- 8- عقیل مرچنٹ (فورٹ ریلوڈ / سعادت) مالک ہٹ

سینڈز پٹ / ہاکس بے پر سمندری کچھوڑوں کی سکونت کا پائیدار و مستقل انتظام اور تحفظ کے مقاصد کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں۔

- سمندری کچھوڑوں کی سکونت کے تحفظ کے لیے عام لوگوں کے درمیان ادراک بڑھانے پر مذکورہ سرگرمیوں کو فروغ دینا۔
- یہ طے کیا گیا کہ کچھو انگران کمیٹی کا اگلا اجلاس ستمبر 2005ء میں (تاریخ بعد میں طے کی جائے گی) ڈبلیو ڈبلیو ایف پاکستان ویٹ لینڈ سینٹر سینڈز پٹ کراچی میں ہوگی۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ ابتدائی ماہ کے لیے شہری۔ سی بی ای کمیٹی کے کوآرڈینیٹر کی حیثیت سے کام کرے گا۔
- مینٹگ میں تمام شرکاء نے کمیٹی کی تشکیل میں گلوبل انوائزمنٹ فیسلٹی اور پاکستان میں یو این ڈی پی آفس (اسمال گرانٹس پروگرام) کے ممبرانہ کردہ تعاون کو سراہا کیونکہ سینڈز پٹ / ہاکس بے پر کچھوڑوں اور ان کی سکونت کے بچاؤ کے لیے شہری معاشرے کی یہ پہلی منظم اور مربوط کوشش ہے۔
- جان اسٹون (سی ای او، آئی سی آئی پاکستان) اور زوشین احمد (پبلک افیئرز آفیسر، آئی سی آئی پاکستان) نے بھی ہمسری حیثیت سے مینٹگ میں شرکت کی۔
- فرحان انور (پروجیکٹ کوآرڈینیٹر۔ کچھوڑوں کی بقا میں مددگار) تقریب میں میزبان تھے۔

## بقیہ: کچھو انگران کمیٹی کا اجرا

### کمیٹی کی ساخت

- کمیٹی مندرجہ ذیل متعلقہ افراد پر مشتمل ہوگی۔
- ہٹ مالکان کے نمائندے۔
- مقامی کمیونٹی کے نمائندے۔
- شہری۔ شہری برائے بہتر ماحول (کوآرڈینیٹر)
- عالمی فنڈ برائے فطرت (ڈبلیو ڈبلیو ایف) پاکستان کے نمائندے۔

### ٹیٹی کے مجوزہ فرائض

- زمین کے ایسے استعمال یا ایسی ترقیاتی سرگرمیوں کی ثابت قدمی سے وکالت اور حمایت کرنا جو سمندری کچھوڑوں کی افزائش نسل کے لیے نقصان دہ نہ ہوں۔
- ساحلوں کے ماحول دوست استعمال کی وکالت کرنا، فروغ دینا اور ثابت قدم رہنا مثلاً کوزا کرکٹ کا موثر انتظام، کچھوڑوں کے انڈے دینے کے موسم میں رات کے وقت روشنی نہ کرنا وغیرہ۔
- متعلقہ سرکاری اداروں مثلاً کراچی پورٹ ٹرسٹ، منوڈہ کنٹونمنٹ بورڈ، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے ساتھ مل کر ان پالیسیوں کے نفاذ، لائحہ عمل اور منصوبوں کے لیے لابی کرنا جو



# صنفي ذى حسى، شہرى معاشرہ اور پوليس

## پوليس کو احساس دلانے کے لیے

### پوليس کی مشکلات

- ظلمی و فطری ماحول۔
- غارتگی و بربادی۔
- کم تنخواہیں۔
- کام کی زیادتی۔
- پیشے کے غیر دلکش اور غیر منصفانہ امکانات۔
- خصوصی مہارت کا نہ ہونا۔
- خبر رسائی کا خلاء۔
- ذرائع ابلاغ، عدالتوں، سیاستدانوں اور معاشرے کی جانب سے آزمائش اور امتحان
- عدالتی (قازنک) تکلیفیں کا فقدان۔

### پوليس بہ حیثیت مصلح

- روایتی پوليس آپریشنوں کی ناکامی۔
- جرم ایک سماجی بیماری اور آزار ہے۔
- جرم کے لیے سماجی بد نظمی ذمہ دار ہے۔
- تاریخی تیز منظر۔
- پوليس حالات کو جن کا تلوں رکھنے کی عادت ہے۔
- سماجی تبدیلی کے لیے پوليس کو ایک محرک کی حیثیت سے کام کرنا چاہیے۔

### تجاویز

- جرم کا شکار افراد کے ساتھ انسانیت اور درمندی سے پیش آئیں اور ان کی تکلیف کو محسوس کریں۔
- جگہ کی خدمت کے رویے کو اپنائیں۔
- فرض منصبی کی پکار پر فوری عمل کریں۔
- شکایت کنندگان کے ساتھ رابطہ رکھیں۔
- انسانی وقار (اپنا اور دوسروں کا) کو برقرار رکھیں۔
- دباؤ سے مغلوب نہ ہوں۔
- بالائی، اخلاقی اور عقلی سالمیت و راست بازی کو برقرار رکھیں۔
- اپنی ذاتی صحت، صفائی اور لباس کا خیال رکھیں۔
- ایک دوستانہ منظر نامہ کا مظاہرہ کریں۔
- لوگوں سے آواز اٹھانے کی بجائے جمل جوں رکھیں۔

### یاد رکھیں

عوام آپ کی نیت اور ارادوں کا سراغ لگا سکتے ہیں

ورکشاپ میں مقررین کا کہنا تھا کہ خواتین کے ساتھ امتیاز برتنا اور ان کا استحصال کرنا کسی ایک مخصوص علاقے تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے۔

صنفي ذى حسى شہرى معاشرہ اور پوليس کے موضوع پر دو روزہ ورکشاپ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ معاشرے کی ذہنی سوچ اور رویے میں تبدیلی واقع ہونے پر ہی صورتحال میں بہتری آسکتی ہے۔

انہوں نے زور دیا کہ عورتوں کے ساتھ امتیاز کو اسی وقت روکا جاسکتا ہے جب ہر فرد اپنا مناسب اور بر محل کردار ادا کرنا شروع کرے۔ اور جب خواتین کو ہر شعبے میں برابر کے شریک کی حیثیت سے قبول کیا جائے گا۔

مقررین نے توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ 1.3 بلین سے زیادہ لوگ غریب

شہرى سى سى بی ای کے

زیر اہتمام صنفي ذى

حسى، شہرى، معاشرہ

اور پوليس کے موضوع

پر دو روزہ ورکشاپ کا

اہتمام

## شہرى سيمينار

### شہرى رپورٹ





ہیں اور ان میں سے تقریباً 75 فیصد خواتین ہیں۔ مہاجرین کا 75 سے 80 فی صد خواتین اور بچے ہیں۔ عورت کو ایک جیسے کام کا معاوضہ مرد سے کم ملتا ہے۔ مختلف شعبوں میں اعلیٰ عہدوں پر صرف 3 فیصد خواتین فائز

کینیڈا میں تمام ہلاک ہونے والی خواتین میں سے 50 فیصد اپنے شوہروں کے ہاتھوں قتل ہوتی ہیں۔ خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہوتے ہیں تو پھر پاکستان کو کیوں

کی ایک بڑی تعداد گرفتار ہوتی ہے اور انہیں سزا بھی ملتی ہے۔

شہری سے امبر علی بھائی اور خطیب احمد اور اسلام آباد کی ایک این جی او

ترقی یافتہ مغربی ممالک میں جب جرم روزن کے بابر بشیر اور زہرہ کمال نے کی اطلاع مل جاتی ہے تو گناہگاروں اور کشاپ سے خطاب کیا جس میں

25 سے زیادہ پولیس افسران اور غیر سرکاری تنظیموں کے کارکنوں نے شرکت کی بعد میں شرکاء میں سرٹیفکیٹ بھی تقسیم کیے گئے۔



ہیں۔ خواتین کو جائیداد کی ملکیت کا صرف ایک

فیصد ہی مل پاتا ہے۔ خواتین کے خلاف مرد سے متعلق اعداد و شمار کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 'جنوبی پنجاب میں ہر گھنٹے میں ایک عورت کی آبروریزی ہوتی ہے اور ہر چاروں میں ایک عورت کی اجتماعی عصمت دری ہوتی ہے۔'

نمایاں اور انگ تھلگ اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ شرکاء کے اٹھائے گئے اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا 'فرق صرف اتنا ہے کہ

اسی طرح سویڈن میں 20 سے 60 سال کی عمر کے درمیان کی 20 فیصد خواتین ظلم و بدسلوکی کا شکار ہوتی ہیں۔ جنوبی امریکہ میں 10 فیصد خواتین جسمانی تشدد کا نشانہ بنتی ہیں اور



سینما کے شرکاء اور مقررین



## کے بی سی اے اور روشن خیال میانہ روی

بلاک 6 اور کے اے ای سی ایچ ایس کے علاقوں کو گنجان آباد غلطیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ ٹریفک پولیس کے مطابق ہر روز تقریباً 5000 گاڑیاں اس علاقے میں عمارات کے پیچھے صرف بچوں کو اسکول

چھوڑنے اور لینے کے لیے داخل ہوتی ہیں۔ ان میں دفتر کی گاڑیاں، دین اور ٹرک شامل نہیں ہیں۔ اگر کے بی سی اے لیز اور عمارات کی خلاف ورزیوں میں فریق نہ ہوتا تو یہاں صورتحال اتنی گندم اور اتار نہ ہوتی۔ شہر اتر ہو چکا ہے اور چند لوگ امیر سے امیر ترین ہو گئے ہیں۔ کے بی



تیز رفتار حمل تجارت

عملداری میں یہی صورتحال ہے۔ شہری اور اس کے اراکین عام طور پر تعمیر ہونے والی بلند و بالا عمارات، تجارتی اور کاروباری عمارتوں اور فلیٹوں کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ لیز اور قانون کے مطابق تعمیرات کریں یا ماسٹر پلان پر عملدرآمد کریں اور ضروری بنیادی ڈھانچے فراہم کریں۔ کے بی سی اے اپنے فرائض ادا کرے۔ قانون کی سر بلندی کریں۔ ہمارے شہر کو بچانے کے لیے شہری کے ساتھ ہاتھ ملائیے۔

بلڈنگ قوانین کی خلاف ورزی پارکنگ کے لیے مناسب جگہ کا نہ ہوگا۔ کسی سب اسٹیشن کی سہولت کا نہ ہونا۔ بجلی کا زیادہ دباؤ۔ بڑے دفاتر فٹ پاتھ اور سڑکوں پر بڑے بڑے جزیئر رکھتے

ہیں۔ فیصل بینک کے جزیئر۔ آگ بجھانے کی گاڑی کی رسائی کا نہ ہونا۔ لوگوں کے انخلاء کے لیے کسی دوسرے راستے کا نہ ہونا۔ گھروں میں ریستوران، ویٹر ہاؤسنگ، کپڑوں کی سلائی کی چھوٹی فیکٹریوں، بینک، منی چھینجر جیسی کاروباری سرگرمیوں کی اجازت دینا جو غیر قانونی ہیں (پڑھیں سلامتی کے خطرات)۔ ان عوامل نے پی ای سی ایچ ایس

جناب عمر آفریشی کے تہرے (ڈان بتاریخ 10 ستمبر 2005ء)

نے ہمارے منہ کی بات چھین لی۔ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) اپنی سمت کھینچتی ہے اور اب تو حالات کچھ زیادہ ہی خراب ہو چکے ہیں۔ موجودہ چیف کنٹرولر آف بلڈنگ (سی ای او بی) کے بی سی اے کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھتے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ایک ایماندار اور قابل شخص کو شہر کے اس اہم شعبے کا سربراہ مقرر کیا جائے۔ دو اسل

شہری ایڈووکیسی کے بی سی اے ہی ہے جو اپنی حدود کے تحت آنے والے شہر کے حصوں کو گنجان آباد اور غیر معیاری تاریک بستیوں میں تبدیل کرنے کا ذمہ دار ہے۔ بد قسمتی سے یہی علاقہ شہر کا دل ہے۔ شاہراہ فیصل کے ساتھ ساتھ 26 کے لگ بھگ عمارات بلڈنگ قوانین اور لیز کی شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر ہوئی ہیں۔ ان عمارات کے خلاف شہری کی آئینی درخواست نمبر سی پی 1627/2000 ابھی تک سندھ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ نتیجہ سارے شہر کے سامنے ہے۔ خلاف ورزیوں اور ان کے نتیجے کی ایک مثال حاضر ہے۔

لیز کی خلاف ورزی ضرورت سے زیادہ تعمیر کی اجازت دے کر زمین اور علاقے پر بوجھ ڈالا گیا۔ جبکہ وہ علاقہ اس بوجھ کو اٹھانے کے لیے ڈیزائن نہیں کیا گیا تھا۔

ان صفحات پر ہم ایڈووکیسی کے اپنے کام کی نشاندہی کرتے ہیں اور عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لیے شہریوں کی بھرپور شرکت کے متمنی ہیں

شہری ایڈووکیسی

شہری رپورٹ

شہری نے سندھ ہائی کورٹ میں مقدمہ سی پی 1277/2003 دائر کیا ہے اور معزز عدالت نے ایک حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے مذکورہ علاقے میں تیسرے فریق کی دلچسپی (جس میں خرید و فروخت شامل ہیں) پیدا کرنے سے روکا گیا۔

## اسٹار سینما کاروباری مرکز میں تبدیل

(پلاٹ نمبر 30/بی آر۔2، پریڈی کوارٹرز، گارڈن روڈ)

کراچی تعمیر و شہری منصوبہ بندی قوانین و ضوابط 2002ء (اور 1979ء) کے تحت سینما پلاٹ عوامی بیورو کے لیے ہیں۔ اس قسم کے ایٹنی پائوں کو کاروباری اور تجارتی مقاصد کے استعمال کے لیے تبدیل کرنا قانون کی خلاف ورزی ہے۔

### صنعتی/تجارتی

پلاٹ نمبر 29، فیزا 11.5 (یکڑ) کے 28، ٹرانس لیاری کوارٹرز، ہاکس بے روڈ، کراچی۔

روزنامہ ڈان بتا رہا ہے 9 ستمبر 2005ء میں مندرجہ بالا پلاٹوں کی خرید و فروخت سے متعلق ایک اشتہار شائع ہوا تھا۔ ہم اس خرید و فروخت پر اعتراض کرتے ہیں کیونکہ ہاکس بے روڈ کے ساتھ کے 28 ایکڑ کا فیزا 11، ہاکس بے ایکڑ (کے ڈی اے کی ایکڑ 42) میں سے غیر قانونی طور پر نکالا گیا ہے۔

یہ خلاف ورزی اپنی جگہ موجود ہے لیکن دیگر مسائل بھی ہیں کسی موجودہ عمارت کے استعمال کی تبدیلی کے بعد نئے استعمال کے لیے مناسب پارکنگ کی جگہ کی ضرورت ہے۔ کی ٹی پی آر 2002ء کے تحت ایک تفصیلی پارکنگ نقشے کے مطابق ہر 800 مربع فٹ خورد خورد خریداری علاقے کے لیے ایک کاری پارکنگ کی جگہ فراہم کی جانی چاہیے۔ مذکورہ منصوبے میں یہ قطعی نہیں دکھائی دیتا کہ کار پارکنگ کی ضروری گنجائش مہیا کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ قوانین کے مطابق شاید کے ای ایس سی سب اسٹیشن اور لفٹ کی ضرورت پڑے گی۔

ایک عرصے کے بعد اب محکمہ سندھ مال گزاری (SBOR) ہاکس بے روڈ کے دونوں اطراف کی زمین کو اپنی ایکڑ بنانے کے لیے نہیں لے سکتا (مثلاً) کے 28 کا فیزا 11، اس کا مطلب کے 28 کا مکمل فیزا 11 ہے) چنانچہ ہاکس بے روڈ کے دونوں اطراف کی زمین کو لینے کا مکمل غیر قانونی ہے اور اس کے پلاٹ فروخت نہیں کیے جاسکتے۔

## پی ای سی ایچ ایس بلاک 2 میں خالد بن ولید روڈ اور سید روڈ کے چوراہے پر واقع پلاٹ نمبر 150۔ ایس پر پمپنگ اسٹیشن

آج کل پلاٹ نمبر 150۔ ایس ایک گودام کی حیثیت سے غیر قانونی طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ گوداموں کے نظم و ضبط سے متعلق قانون ذیل کے مطابق ہے۔

کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ قواعد و ضوابط 2002 (سیکشن 9-11) ایک رہائشی عمارت میں ایک اسٹور کے سوا کوئی گودام مہیا نہیں ہوگا۔

9-11.2 ذخیرہ کرنے کے مقاصد کے لیے گودام/ویز باؤسز ڈیزائن۔ انتخاب یا استعمال کیے جائیں۔

9-11.3 ہر ویز باؤس اور گودام میں مالک ایک مناسب جگہ پر نمایاں اور واضح نوٹس لگائے جس کے نقش ابھرے ہوئے کندہ ہوں۔ یہ نوٹس دھات، پلاسٹک یا اس جیسے مستقل میٹریل کا ہونا چاہیے اور اس میں یہ درج ہونا چاہیے کہ منزل کتنا وزن سہا سکتی ہے۔ تحریر

کے الفاظ کم سے کم ایک انچ (25 ملی میٹر) چوڑے اور 13 انچ (75 ملی میٹر) اونچے ہونے چاہئیں۔ اگر گودام میں رکھا گیا مواد دھاک خیز یا آتش گیر ہے تو متعلقہ حکام سے پہلے اجازت حاصل کرنی ہوگی۔ پورے علاقے کو اس پمپنگ اسٹیشن سے پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔ ہم بہت زیادہ تشویش میں مبتلا ہیں کہ اس جگہ کوئی کیسیادی یا کوئی دوسرا خطرناک مواد یا اشیاء ذخیرہ نہ کی گئی ہوں جو پانی کی سپلائی میں نکاسی کے نظام یا رساؤ کے ذریعے پانی کی سپلائی میں شامل ہو سکتی ہیں۔ پانی اور نکاسی آب کے پائپ 1958 سے تبدیل نہیں کیے گئے ہیں۔ علاقے میں کار شوروم پہلے ہی سے کام کر رہے ہیں جو موہل آئل اور دیگر کیمیکل نکاسی آب کے نظام میں پھینک دیتے ہیں جو مستقل طور پر بند رہتا ہے۔ برائے مہربانی اس کا حل بہت زیادہ ضروری ہے۔

## پرائی سبزی منڈی پر واقع عسکری پارک آری انجینئرز کا شکر یہ

علاقے کے لیے نئے پیمپنگ کے حلقے کیے ہیں۔ کیا ہم یہ مشورہ دے سکتے ہیں کہ برائے مہربانی ٹرانس لیاری میں واقع گٹر بائچنگ نامی ایک اور کھلی جگہ کو بچائیے۔ یہ ایک کشادہ پارک ہے اور شہری دیگر شہریوں اور علاقے کے رہائشی پذیر افراد کے ساتھ اسے قابضین اور فروخت ہونے سے بچانے اور محفوظ رکھنے کے لیے جنگ کر رہا ہے۔

کراچی کے شہریوں کی جانب سے ایک اچھے کام کے لیے ہمارا شکر یہ اور تعریف قبول کیجیے۔ پرائی سبزی منڈی کو ایک خوبصورت کشادہ جگہ میں تبدیلی ایک بہت ہی قابل تعریف عمل ہے یہ کام آپ کے ادارے کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا تھا جو منصوبہ بندی اور فیصلہ سازی میں ابتدا ہی سے شریک تھا۔ آپ نے



## سوسائٹیوں کی بد عنوانیاں

### پی ای سی ایچ ایس کی داستان

سوسائٹیوں بشمول پی ای سی ایچ کے لیے اصل ترقیاتی اسکیم کا آغاز 50ء کے عشرے کی ابتدا میں ہوا اور ایک مخصوص وقت اور مخصوص مقصد مثلاً اصل ترقیاتی اسکیم کا نفاذ اور فشری آف ورکس کے منظور شدہ ماسٹر پلان کے مطابق ترقی دینے کے لیے سوسائٹیوں کو ایک لائسنس جاری کیا گیا اس لائسنس کی مدت 31 مارچ 1974ء کو ختم ہوگی جس کی تجدید آج تک نہیں ہوئی۔

سوسائٹیوں کی اسکیمیں رہائشی مقصد کے لیے کم گنجان آباد علاقوں کے لیے بنائی گئی تھیں۔ سوسائٹیوں کے مختلف حصوں کے لیے ایک پراسن ماحول وافر سہولتیں اور سڑکوں کی دستیابی کو یقینی بنایا گیا۔ شہری منصوبے کے بنیادی اصول پر عملدرآمد کیا گیا جو رہائشی علاقے کی متوازن منصوبہ بندی کے ساتھ اچھی شہری زندگی کے لیے ضروری دیگر سہولتوں مثلاً پارکس، اسکول، کالج، اسپتال، کاروباری اور تجارتی علاقے، سینما اور سڑکیں مہیا کرتی ہے۔ درحقیقت سوسائٹیاں کم آبادی والے علاقوں کے لیے تھیں اور ان کی منصوبہ بندی مساوی سہولتوں کے مطابق کی گئی تھی۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ سوسائٹیوں کے لیے شہری منصوبے کے بنیادی تصور کے برخلاف کام ہو رہا ہے۔ مثلاً پی ای سی ایچ ایس اور دیگر سوسائٹیوں کا ایک بڑا حصہ تجارتی اور دیگر غیر قانونی مقاصد کے لیے دیا گیا اور علاقے کے رہائشی پلانوں کے استعمال کو عبوری اور غیر قانونی طور پر تبدیل کیا گیا۔ اس طرح کم گنجان آباد بڑے اور منصوبہ بندی کے تحت آباد ہونے والے علاقے کو شدید گنجان آباد علاقے میں تبدیل کر دیا گیا جس نے بڑی حد تک سوسائٹیوں کے چار اطراف کے ماحول کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف ماحولیات (آئین کے آرٹیکل 9 کی خلاف ورزی) اور سکون (آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی) میں خلل پیدا ہوا بلکہ علاقے کے رہائش پذیر افراد کے جائیداد کے حقوق بھی بری طرح متاثر ہوئے۔ جنہوں نے ایک نقشے کے مطابق رہائشی علاقے میں اپنی جمع پونجی کو گھر بنانے میں صرف کیا تھا۔ ان کی ہرگز یہ خواہش نہیں ہے کہ ان کی جائیداد کو تجارتی مقاصد کے لیے تبدیل کیا جائے یا وہ سوسائٹی کی اصل ترقیاتی اسکیم کو تباہ و برباد ہوتے دیکھیں۔ (آئین کا آرٹیکل 24) ان کی لیز کی حفاظت کون کرے گا؟

بد قسمتی یہ ہے کہ سی ڈی جی کے کا اس

پشت پر واقع پلانوں کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا اور ان پلانوں کے مالکان مصیبت اور پریشانی جھیل رہے ہیں کیونکہ ان کے گھر کے عقب میں ایک آٹھ منزلہ عمارت کھڑی ہو جاتی ہے۔

حکلی نے اچھی خاصی رقم وصول کی ہے اور ہم یہ بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اسے سہولتوں کی بہتری کے لیے ہرگز استعمال نہیں کیا گیا بلکہ نجی تجوریوں بھری گئی ہیں۔ یہ اخلاقی طور پر بھی غلط ہے کیونکہ بلڈرز نے زمین کے استعمال کی تبدیلی کے اخراجات بھی سادہ لوح خریداروں کو منتقل کر دیئے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ ہاؤسنگ اینڈ ورکس کی وزارت اس تمام عرصے میں تغافل برت رہی تھی جب سوسائٹیوں کو تباہ و برباد کیا جا رہا تھا/ ہے۔ خوش قسمتی سے صورتحال اتنی بھی خراب نہیں ہے کہ تلافی نہ ہو سکے اب حکومت پاکستان ہی صورتحال کو بچا سکتی ہے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ ہاؤسنگ اینڈ ورکس کی وزارت اپنی حاکمیت نافذ کرے اور اصل اسکیموں کا جو کچھ بچا ہے اسے محفوظ کرے۔ سوسائٹیوں کے نمائندہ اراکین کو لائسنس جاری کیا گیا۔ تھا انہوں نے ترقیاتی اسکیموں کی تباہی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ انہیں ترقیاتی اسکیموں کا انچارج بنے رہنے کی اجازت نہیں ملنی چاہیے اور لائسنس جو پہلے ہی 1974ء میں اپنی مدت ختم کر چکا ہے اس کی تجدید نہیں ہونی چاہیے۔ سوسائٹیوں کے لیے محرکاتی عنصر ہمیشہ پیسہ رہا ہے۔ چاہے وہ پیسہ کسی بھی ذریعے سے پیدا کریں۔ ان کی اس حرص نے ان شہریوں کی آوازوں کو پامال کیا ہے جو اپنے گرد و پیش کو بے سمت اور بے اصول منافع بخش سرگرمیوں (کمرشیلزیشن) سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے کمرشیلزیشن کی مد میں جو غیر قانونی رقم بنائی اسے علاقے کی ترقی پر خرچ

نہیں کیا بلکہ اس سے صرف اپنی نجی تجوریوں بھریں۔ سوسائٹیوں کا مکمل شفاف آڈٹ۔ حساب کتاب کی جانچ پڑتال کرنے والے کسی آزاد ادارے سے کرانا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ 1974ء سے اب تک کمرشیلزیشن/ آمیزش/ ضمنی تقسیم اور دیگر مدوں میں حاصل کیے گئے فنڈ کہاں خرچ کیے گئے۔

اس کے علاوہ مزید تنزلی اور خرابی سے بچاؤ کے لیے حفظ مقدم کے طور پر یہ ضروری تقاضا کیا جاتا ہے کہ دفتری امور کو چلانے میں مالکان/ رہائش پذیر افراد کی اور مزید شرکت ہو۔ کیونکہ اس وقت سوسائٹیاں غیر شفاف انداز میں کام کر رہی ہیں اور علاقے کے لوگوں کی اطلاعات تک رسائی نہیں ہے۔

حکومت پاکستان ہاؤسنگ اینڈ ورکس کی وزارت کے ذریعے کراچی کی تباہی کو روکنے کے اختیارات رکھتی ہے۔ کم از کم حکومت پاکستان کی ملکیت اراضی کو تو بچا یا ہی جاسکتا ہے۔ وہ یہ کام ان پلانوں کی لیز کو منسوخ کرنے کی دھمکی دے کر کر سکتی ہے جن پر غیر قانونی تعمیر ہوئی ہے۔ مذکورہ لائسنس کے معاہدے اور معیاری لیز دستاویز کی متعلقہ شرائط کو منسوخ کیا جاسکتا ہے جو حکومت پاکستان کو اختیار دیتی ہیں کہ سوسائٹیوں ترقیاتی اسکیموں اور تعمیر قواعد و ضوابط میں خلاف ورزیاں پائی گئی ہیں تو وہ پلاٹ کو منسوخ کر کے زمین واپس لے سکتی ہے۔ یہ دھمکی پلانوں کو رہائشی استعمال سے کسی اور مقصد کے لیے تبدیل کیے بغیر صرف روکے گی بلکہ عمارت کی عبوری تعمیر کو مد نظر رکھتے ہوئے سوسائٹیوں کی ترقیاتی اسکیموں کی دوبارہ منصوبہ بندی کرنے کے ساتھ ساتھ سڑکوں اور بلدیاتی خدمات سمیت سہولتوں کی فراہمی کو بھی یقینی بنائے گی۔

## پاکستان میں قومی سانحے کے نظم و نسق کا منصوبہ

نقصانات کے فوری تعین کے نظام کو ہر شہر اور قصبے میں موجود ہونا چاہیے

علاقے کے طبعی حالات اور خصوصیات اور ذرائع کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ عام طور پر انہیں سانحے کا علم سب سے پہلے ہوتا ہے اور جانے وقوع پر سب سے پہلے پہنچنے والے بھی یہی لوگ ہوتے ہیں۔ (مرگلہ ٹاورز پر لوگوں کے ہجوم کو یاد کیجیے) محلے، گاؤں اور مقامی سطح پر کمیونٹی ایمرجنسی ریلیف ٹیموں (سی آئی آر ٹی) کو منظم کرنا بہت ضروری ہے۔

ہر سطح (قومی، صوبائی، شہری اور قصبے) پر بہترین مہارت اور بہترین تربیت یافتہ افراد پر مشتمل ایک چھوٹے بنیادی گروپ کی تخلیق میں ہی کامیابی کا راز ہے۔ یہ بنیادی گروپ ایک مرکز کی حیثیت سے کام کرے گا۔ وقت آنے پر ایک مربوط حادثے کے انتظامی سسٹم کی تخلیق کرنے کے لیے بہت سی دیگر تنظیموں کو ملوث کرے گا اور انہیں تربیت دے گا۔

ایک حادثے کی منصوبہ بندی اور ردعمل کے نیٹ ورک کے دقیقہ شناس جرمندرجہ دیگر تنظیمیں فائر ڈپارٹمنٹس، پولیس، ایسویٹنس، ٹیلی فون کمپنیاں، محکمہ صحت، ڈپارٹمنٹ اور اسپتال، کارمنڈ کمپنیاں، محکمہ موسمیات، آب پاشی، خوراک اور شعبہ زراعت، مسلح افواج، کوسٹ گارڈز اور ریجنرز، سپارکو، نیوکلیئر ریگولیشنری باڈی، ایئرپورٹ، ریلوے اور بندرگاہ کے ادارے، ادارہ تحفظ ماحولیات، بلدیاتی ادارے، جنگلات اور

حالات میں اپنے شہریوں کی اچھی دیکھ بھال نہیں کرتی تو بحران کے وقت اس سے مختلف رویے کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔

انتظامی ادارہ برائے سانحات اس وقت سب سے زیادہ ضروری سانحات کے انتظام کے لیے ایک مستقل قومی ادارے کا قیام ہے جو پاکستان میں حادثات کے انتظامی سسٹم کو قائم اور نافذ کرے۔ اسے برقرار رکھے اور بہتر بنائے۔ اسے لازمی طور پر ایک شہری ادارہ ہونا چاہیے جسے صوبائی، شہری، قصبے اور کمیونٹی کی سطح پر اس جیسی دیگر تنظیموں کا تعاون حاصل ہو۔

سانحات سے ٹھٹھنے میں مقامی لوگ ایک نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انہیں

سانحے کے  
انتظام کا گہرا تعلق  
اس امر سے ہے کہ  
ریاست عام شہریوں  
سے اپنے تعلقات کا  
ادراک کس طرح  
کرتی ہے

کے ایک انتظامی سسٹم میں مربوط اور مسلسل منصوبہ بندی کثیرالاحلقہ واری۔ کثیرالانضباطی و تادیبی عمل اور ایسے اقدامات کا نفاذ شامل ہوتا ہے جن کا مقصد دراک، خطرات کا اندازہ لگانے اور شدت کو کم کرنے۔ تیاری۔ ردعمل اور قدرتی یا انسان کے پیدا کردہ سانحات سے نجات اور بحالی ہے۔

حادثے کا انتظامی سسٹم سات اہم اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔

- ریاست اور شہری معاشرہ۔
- حادثے کا ایک انتظامی ادارہ۔
- حادثے کی شدت میں کمی اور تدارک۔
- خطرات اور کمزوریوں کا اندازہ۔
- منصوبہ بندی اور تیاری۔
- ردعمل۔ خطرات سے آزادی اور مدد۔
- نجات۔ آباد کاری اور بحالی۔

ذمہ دار ریاست اور شہری معاشرہ حادثے کے انتظام کا گہرا تعلق اس امر سے ہے کہ ایک ریاست اپنے عام شہریوں سے اپنے تعلقات کا ادراک کس طرح کرتی ہے؟ کیا وہ عام حالات میں ان کی جان و مال اور آزادی کا تحفظ کرتی ہے۔ کیا وہ ان سے مساوات اور انصاف پسندی سے پیش آتی ہے؟ کیا وہ ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے کام کرتی ہے؟ ایک ریاست جو عام

پاکستان کے شمالی علاقوں میں حالیہ زلزلے کی تباہ کاریوں سے نمٹنے کے لیے ہماری نااہلی سامنے آئی ہے۔ ذیل میں اس صورتحال میں انتظامی منصوبے کے بارے میں تجاویز پیش کی جا رہی ہیں جن پر فوری عمل کی گزارش ہے

### قومی سانحہ

نعیم صادق



مواصلاتی ادارے، بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی، واٹر سٹینڈ اتھارٹی، عوامی نمائندے، رضا کار تنظیمیں، صنعتوں کے نمائندے، غیر سرکاری تنظیمیں اور کمیونٹی کے نمائندے ہیں۔

پاکستان میں موجودہ قوانین (قومی آفات ناگہانی ایکٹ 1958ء ایمرنسی آرڈی نینس 2002ء اور لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس 2001ء) اس مضمون میں بیان کردہ ایک مربوط قومی سائے کے انتظامی سسٹم کی گنجائش کو تحفظ دینے کے لیے کئی طور پر ناکام اور فرسودہ ہیں۔ اس لیے ان کا تبدیل ہونا بہت ضروری ہے۔ نئے قانون کو (قومی اور صوبائی سطح پر) پارلیمنٹ سے پاس کرایا جائے۔ جس کے تحت پاکستان کے ہر شہری کے لیے قومی سانحات کے انتظامی ادارے کے قیام اس کی صوبائی شہری، قصبے اور کمیونٹی کی آفات کی انتظامی تنظیمیں اور شدت سے کمی سے متعلق ان کے کام، منصوبہ بندی، تیاری، رجوع اور بحالی مہیا ہوں۔

نیٹ ورک میں شامل اداروں کو قانونی انتظامی ادارہ برائے قومی سانحات (این ڈی ایم اے) کے وضع کردہ سانحات کے انتظامی امور کی تعمیل کرنی ہوگی۔

خطرے اور ضرر پذیر ہونے کا تجزیہ ہر شہر، قصبے کے مقامی کو مختلف قسم کے خطرات کا سامنا ہوتا ہے، جس کا انحصار اس کے مقام، آبادی، عمارات، جغرافیائی خصوصیات، آب و ہوا اور بہت سے دیگر عوامل پر ہے۔ چنانچہ خطرات کے انتظامی ادارے کے لیے سب سے پہلے خطرے کی نشاندہی اور غیر محفوظ ہونے کا اندازہ لگانے کی مشق کرنی چاہیے تاکہ ہر مقام کے مخصوص خطرات کا تعین کیا جاسکے۔

خطرے کے تجزیے میں پہلا مرحلہ ان خطرات کی اقسام کی نشاندہی ہے جو زیر مطالعہ مقام میں موجود ہوں۔ یہ واقعات اچانک

اس وقت سب سے زیادہ ضروری سانحات کے انتظام کے لیے ایک مستقل قومی ادارے کا قیام ہے جو پاکستان میں حادثات کے انتظامی سسٹم کو قائم اور نافذ کرے، اسے برقرار رکھے اور بہتر بنائے، اسے لازمی طور پر ایک شہری ادارہ ہونا چاہیے جسے صوبائی، شہری، قصبے اور کمیونٹی کی سطح پر اس جیسی دیگر تنظیموں کا تعاون حاصل ہو

بتدریج فضائی، زلزلائی، ارضیاتی، آتش فشاہی، حیاتیاتی اور آبی نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ مناسب ہے کہ ہر شہر، قصبے یا کمیونٹی کو درپیش ممکنہ خصوصی خطرات کی فہرست بنائی جائے جس کے سبب سانحہ ظہور پذیر ہو سکتا ہے۔ ممکنہ اشد خطرات کی فہرست میں سیلاب، زلزلے، مٹی کے تودوں کا گرنا، سمندری طوفان، وہائیں، جنگل کی آگ، بارش، سڑک، ریل اور ہوائی حادثے، گیس کا خطرناک نکاس، پُرخطر مواد کا دھماکہ (مثلاً گولہ بارود کے ڈھیر)، خشک و قحط سالی، آتش فشاں کا پھٹنا ہوا اور برافانی طوفان، نیوکلیئر نکاس یا حادثے، بڑے صنعتی حادثے وغیرہ شامل ہیں۔

خطرے کے تجزیے کا دوسرا مرحلہ کسی خاص مقام، خصوصی وقت پر ایک غیر محفوظ آبادی اور ان کی زندگی کی غیر محفوظ بنیاد کے لیے، ایک مخصوص شدت اور مدت کے پُرخطر سخت حادثے کے واقع ہونے کے امکانات کو بیان کرنے اور اندازہ لگانے کا ہے۔ اگلا قدم ضرر پذیر ہونے کا تجزیہ کرنے کے بارے میں ہے۔ ضرر پذیر ہونا ایک نظام (یا عنصر) کی ایسی استعداد ہے جو خطرناک قدرتی واقعات کے اثرات کو جذب یا بے اثر کرتی ہے۔ ان سے گریز کرتی ہے یا ان کا مقابلہ اور سامنا کرتی ہے۔ لوگوں کے ایک

گروہ یا علاقے کا ضرر پذیر ہونا سماجی اور ثقافتی عمل، سیاسی اور ماحولیاتی عوامل کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ جنہیں الگ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ عوامل ایک معاشرے کو مزید ضرر پذیر بناتے ہیں۔ ان میں حادثوں اور آفات سے بچاؤ بدعنوانی، جنگلات کی صفائی اور شہری معاشرے کی عدم شرکت جیسے عوامل بھی شامل ہیں۔

سیلاسٹ یا فضائی فوٹو گرافی۔ حساس آلات، جغرافیائی اطلاعاتی نظام اور حادثے کی تیاری کے نقشوں کی ضرورت ہے جو ہر مقام کے لیے ہو اور ہر قسم کے خطرے یا سانحے سے متعلق اطلاعات فراہم کر سکے۔ سانحات کی شدت میں کمی اور تدارک

سانحے کے واقع ہونے سے پہلے ان کی شدت میں کمی کی کارروائی کی جاسکتی ہے اور جب کوئی سانحے کی نشاندہی ہو جائے اور خطرات کا اندازہ لگالیا جائے تو اگلے اقدامات ان کی شدت میں کمی کے لیے اٹھائے جاتے ہیں۔ شدت میں کمی کا مقصد سانحے سے منسلک خطرات کے طویل المدت اثرات کو ختم کرنا یا کم کرنا ہوتا ہے۔ عام طور پر ایک شدید خطرناک سانحے کی صورتحال سے بہت پہلے اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔ شدت میں کمی کا معاملہ صرف تیاری ہی نہیں

ہے اس سے بڑھ کر بہت کچھ ہے۔

اس میں خطرات کی نقشہ سازی، نقصان کے خلاف بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانا، تقویت دینا، پشتہ بندی، سیلابی دیواریں ڈیم اور سیلابی راستے، ارضی بنیاد، سانحے کی پیش گوئی، خطرے کا اطلاعاتی نظام، عمارات کی سلامتی کے قوانین کا نفاذ، ہنگامی بنیادیں، ہنگامی غذا اور دیگر سامان کا ذخیرہ، ہنگامی ذخیرہ آب، امدادی تربیت یافتہ ٹیمیں، اخلاء کے متبادل راستوں کی تخلیق اور عوامی شعور کے پروگرام شامل ہو سکتے ہیں۔

منصوبہ بندی اور تیاری، پالیسی طریقتہ کار مہیا کرتی ہے کہ ہر شہر، قصبے اور کمیونٹی میں ہر جز (شدت میں کمی، ہنگامی تیاری، سانحے کا ادراک اور مستقبل میں بحالی) کا کس طرح انتظام کیا جاسکتا ہے۔

کچھ موضوعات اور مسائل کی مثالیں جن میں منصوبہ بندی اور تیاری کی ضرورت ہو سکتی ہے درج ذیل ہیں۔

الف: ضروریات اور نقصان کے اندازوں کی رپورٹوں کے تیز رفتار حصول کے لیے لائحہ عمل اور تربیت۔

ب: مناسب عملہ اور آگ بجھانے والے آلات اور مناسب عملے سے لیس فائر اسٹیشن قائم ہوں۔ پہلی اطلاع کے بعد ان کی آمد کے وقت کو مانیٹر کریں۔ کوشش ہونی چاہیے کہ شہر کے تمام حصوں میں قائم قریبی فائر اسٹیشن سے جانے وقوع تک پہنچنے کا وقت پانچ منٹ (یا اس سے بھی کم) ہو۔

پ: لائحہ عمل بنا لیں، خوراک، دواؤں، پاور جنریٹر، سانس لینے کے آلات، کیمیائی اور حرارت افشانی کا پے لگانے والے آلات، حرکت پذیر تلاش کرنے اور بچانے والے

لگانے والے آلات، حرکت پذیر تلاش کرنے اور بچانے والے

لگانے والے آلات، حرکت پذیر تلاش کرنے اور بچانے والے

پاس میکانی آلات اور اپر چڑھنے کی کل ہو۔ انہیں محدود علاقوں میں تلاش کا کام آتا ہو۔ وہ مریضوں کی حالت کو متوازن بنانے اور ہنگامی علاج و معالجہ کرنے کے قابل ہوں۔

اس کے علاوہ بھاری آلات، کرین، بلڈوزر اور سڑکوں کو صاف کرنے والی مشینوں کی ضرورت ہوگی۔ سانچے کے ایک اچھے لائچہ عمل میں ہر مقام پر اس قسم کے مذکورہ آلات کے لیے نمبر اور کام میں لانے کا طریقہ شامل ہونا چاہیے۔

بحالی

سانچے کے لائچہ عمل میں عواما بحالی کو نسبتاً کم اہمیت دی جاتی ہے جبکہ متاثرہ لوگوں کے لیے معمولات کی طرف لوٹنا بنیادی تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بحالی کے دور سے مراد ایک ایسی صورتحال کی طرف واپسی ہے جو سانچے کے رونما ہونے سے پہلے موجود تھی۔

بحالی کی حالیہ تعریف اس عمل کو مزید آگے لے جاتی ہے۔ اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ متاثرہ کمیونٹی کے حالات زندگی کو سانچے سے پہلے کے حالات سے بہتر بنایا جائے۔

اکثر بڑے پیمانے پر ہونے والے سانحات کی صورت میں کاروبار زندگی کے عام حالات کی طرف لوٹنے پر وقت کا دباؤ ہوتا ہے۔ بد قسمتی سے زیادہ تر فیصلہ اس حق میں ہوتا ہے کہ اسی قیمت میں غیر معیاری تعمیرات کر کے بڑی تعداد میں لوگوں کی ضرورت کو پورا کر دیا جائے۔

ہمیں اس حقیقت سے سبق سیکھنا چاہیے کہ حالیہ زلزلے کے دوران تمام سرکاری عمارات، اسکول اور اسپتال تباہ ہو گئے تھے اور ہمارے لیے انہیں از سر نو تعمیر کرنے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔ اس لیے بحالی کے عمل میں یہ ضروری ہے کہ عمارات کا بنیادی ڈھانچہ مستقبل کے سانحات میں محفوظ رہے۔

(نعم صادق کو الٹی کنسلٹنٹ ہیں)

میں مشتہر کرنا چاہیے تاکہ شہری کو اس کا علم ہو اور ہنگامی صورتحال کی خبر آسانی سے فراہم کی جاسکے۔

عام طور پر جانے وقوع پر سب سے پہلے پہنچنے والے فائر ڈپارٹمنٹ، پولیس اور بلدیہ ہوتے ہیں۔ متعلقہ مقام کی تمام رپورٹیں، ایمرجنسی آپریشنز سینٹر (ای او سی) کو بھیجی جاتی ہیں۔ اگر انسانی مدد اور اعانت کی ضرورت ہے تو ای او سی سانحات سے نمٹنے والے اگلے اعلیٰ ادارے سے درخواست کرے گا۔ اگر ہنگامی صورتحال ان کی استعداد سے باہر ہو جائے تو صوبے وفاق سے تعاون اور اعانت حاصل کریں گے۔

ذرائع کے ربط اور فراہمی، برق رفتاری کے ساتھ مقامی سے قومی سطح تک متحرک ہو سکتی ہے۔

ایسی صورتحال میں جہاں عمارات اور ڈھانچوں کو بڑا نقصان پہنچا ہو تو سانچے کے رد عمل میں خصوصی مہارتوں کے حامل افراد کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً ان کے پاس لوگوں کو طے سے نکالنے کی بنیادی ٹیکنیک ہو۔ انہیں لوگوں کو طے سے نکالنے والے آلات سے کام لینا آتا ہو ان کے پاس حسی آلات اور تربیت یافتہ کئے ہوں۔ انہیں سرنگیں بنانی آتی ہوں۔ وہ طے کی کٹائی کر سکتے ہوں۔ ان کے

منصوبہ بندی کی اطلاعات فراہم کرنے کے لیے ویب سائٹ، اخبارات، اشتہاری کتابچوں، ریڈیو لائبریریوں اور اسکولوں کا مناسب استعمال کیا جائے۔

لائچہ عمل

کسی سانچے کے بعد نقصانات کا فوری تعین سب سے اہم کام ہے۔

نقصانات کے فوری تعین کرنے کے نظام کو ہر شہر اور قصبے میں پہلے سے موجود ہونا چاہیے تاکہ وہ سرگرم عمل ہو کر نقصانات کا تعین، واقعے کی شدت، اثرات اور زندگی کو محفوظ رکھنے کے وسائل اور تدارکی اقدامات کے بارے میں معلومات فراہم کرے۔

یہ کام پہلے سے مقرر شدہ ضروری آلات سے لیس تربیت یافتہ ٹیموں کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ ان کے پاس موبائل فون، کمپیوٹر، بیٹریاں، جی پی ایس یونٹ اور کیمرے کا ہونا ضروری ہے۔ یہ ٹیمیں فوری طور پر متاثرہ علاقوں میں پہنچ کر ریکارڈ اکٹھا کریں گی اور سانچے سے متعلق چہرے سے اتاری ہوئی معلومات کی آگاہی دیں گی۔

ضروری ہے کہ باآسانی ذہن نشین ہونے والا ہنگامی فون نمبر (مثلاً 999) کو استعمال کیا جاسکتا ہے اس نمبر کو پورے ملک

آلات، حفاظتی ہنگامی لباس، آگ بجھانے والے آلات امداد و بحالی کے مراحل کے لیے ہنگامی امدادی رسد اور آلات کا ہنگامی ذخیرہ رکھیں۔

اسپتال کی تیاری اور طبی دیکھ بھال کا لائچہ عمل۔

طے کو بھانے، پناہ گاہوں کی فراہمی، عارضی مکانات، خدمات کی بحالی، عارضی کاروبار کا آغاز اور نئے مکانات (عارضی اور مستقل مکانات) کی تعمیر کا لائچہ عمل۔

ارضی بیٹوں، جائیداد کی ترقی، عمارات کی تعمیر اور جنگلات کی کٹائی سے متعلق قوانین کا نفاذ۔

سلامتی و تحفظ، فائر الارم، باہر نکلنے کے ہنگامی راستے گاڑیوں کے لیے رکاوٹوں سے پاک گیس کو بند کرنے والے والوز اور عمارات سے اخلاء کے لیے مستقل احتیاجات۔

سیلابی پانی کی ناکافی نکاسی کے باعث مقامی سیلابی طغیانی کو کم کرنے کے لیے سیلابی نالوں کے نظام کو تقویت دینا، اسے بہتر بنانا اور صفائی کرنا۔

عملی، شہریوں اور رضا کاروں کی تربیت کا لائچہ عمل اور فراہمی یعنی بنائی جائے تاکہ ہنگامی مستعدی، رد عمل اور بحالی کی حکمت عملی، آگ بجھانے، خطرات کی نشاندہی، خطرات کا اندازہ، مختلف اقسام کے سانحات کے انتظام، سانحات کے لیے تیاری، نقصانات کے تعین، عوامی صحت، ابتدائی طبی امداد اور دہشت کے تدارک جیسے معاملات اور مسائل سے نمٹا جاسکے۔

تمام متعلقہ افراد کو ہنگامی تیاری اور

ہمیں اس حقیقت سے سبق سیکھنا چاہیے کہ حالیہ زلزلے کے دوران تمام سرکاری عمارات، اسکول اور اسپتال تباہ ہو گئے تھے اور ہمارے لیے انہیں از سر نو تعمیر کرنے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔ اس لیے بحالی کے عمل میں یہ ضروری ہے کہ عمارات کا بنیادی ڈھانچہ مستقبل کے سانحات میں محفوظ رہے



## زلزلے کے چھ ماہ بعد

ابھی بھی جگہ جگہ خیمہ بستیاں نظر آتی ہیں بیشتر تباہ شدہ دکانیں کسمپرسی کی تصویر پیش کرتی ہیں



رہے تھے۔ شکایت تھی کہ ان کے علاقے میں بحالی کا کام سست رہے۔ گفتگو کے دوران جب ان سے یہ کہا کہ اس طرح کے کاموں کی کامیابی کے لیے حکومت اور امدادی تنظیموں کے علاوہ مقامی باشندوں کا تعاون ضروری ہے تو ان کا جوش اور غصہ ہلکا ہو گیا۔ علاقے بھر میں امدادی تنظیموں اور سرکاری اداروں کی گاڑیاں آتی جاتی دکھائی دیں۔ راولا کوٹ سے بارغ تک پہاڑوں سے ٹوٹ کر گرنے والی چٹانوں کا ملہ سڑک کے کنارے کنارے ہمارے ہمراہ رہا۔ موجودہ صورتحال یقیناً چھ ماہ قبل کے سانحے کے فوری بعد سے بہتر ہوگی۔ لیکن ابھی بھی جگہ جگہ خیمہ بستیاں نظر آتی ہیں۔ بہت سی تباہ شدہ دکانیں اور عمارتیں کسمپرسی کی تصویر پیش کرتی ہیں۔ دریائے جہلم کا پل عبور کر کے بارغ کے شہر میں داخل ہوئے۔ تپتے ہوئے موسم میں ٹوٹی پھوٹی (باقی صفحہ 22 پر ملاحظہ فرمائیں)

بیرون خانہ جانے سے ہچکچاتی تھیں۔ سر پر مصیبت پڑی تو وہ اٹھیں۔ اپنا آپ سنبھالا اور دوسروں کو سنبھلنے میں مدد دی۔ شہر سے کچھ فاصلے پر ہم کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے ایک گاؤں پہنچے۔ اس عورت کے چہرے پر خود اعتمادی تھی۔ زمین کا ایک ٹکڑا پاس ہے۔ جس میں گھر کے لیے سبزیاں وغیرہ اگائی جاتی ہیں۔ زلزلے میں مکان کا ایک حصہ منہدم ہو گیا تھا۔ مال مویشی ختم ہو گئے۔ شوہر سعودی عرب میں کام کرتا ہے۔ مالی نقصان کی تلافی مشکل نہ تھی۔ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کو پہلے ہی سے خود انحصاری کی عادت تھی۔ کہتے ہیں کہ یہاں کے لوگ فطرتاً صابر، نرم مزاج اور متین ہیں۔ یہاں جرائم کی شرح بہت کم ہے۔ پہاڑ سے اتر کر بازار کی طرف جانے والی نوعمر لڑکی کے قدموں کے استحکام نے اس کی توثیق کی تھی۔ چند نوجوان طالب علم این آر ایس پی کے سربراہ کی طرف بڑھ

وہ نوجوان خیمہ بستی کے قریب کھڑا تھا۔ سر میں تیل ڈالے کڑھائی والا کرتہ شلوار پہنے۔ سلام دعالی۔ خیریت معلوم کی۔ زلزلے میں اس کا گاؤں ملیا میٹ ہو گیا تھا۔ تب سے یہ لوگ مظفر آباد کے ایک خالی پلاٹ پر نصب خیموں میں رہتے ہیں۔ کیا کرتے ہو؟ سوال تھا۔ کچھ نہیں جی پیسے ہی نہیں ملے۔ اس نے گزشتہ چھ ماہ کے دوران کچھ نہیں کیا۔ زلزلے کی آفت نے اسے دست نگر بنا دیا تھا۔ وہ سلامت ہوتے ہوئے بھی معذور ہو گیا تھا۔ ساتھ والے خیمے میں لکڑی کے چولہے کی آگ بجھادی گئی تھی۔ مرد اور عورتیں ناشتے کے بعد آرام سے بیٹھے تھے۔ لڑکیاں برتن دھو رہی تھیں۔ باقی کا دن کیسے گزارنا ہے۔ ان کے چہروں سے واضح تھا کہ کسی قسم کی سرگرمی ان کے معمولات میں شامل نہیں ہے۔ بگڑی والا آدمی کہہ رہا تھا ہماری تھاں (جگہ) ہی نہیں رہی۔ جب ملے گی تو یہاں سے جائیں



پاکستان دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جنہیں پانی کی قلت کا سامنا ہے، کیا بڑے ڈیم اس صورتحال کا موثر ہیں، چوتھے ورلڈ واٹر فورم میں ماہرین کا نقطہ نظر

## دریاؤں پر ڈیمز تعمیر کرنے کے منصوبے

ہے۔ یہ ایک ایسی صورتحال ہے جو اگر جاری رہی تو پانی کی شدید قلت ہو جائے گی۔ پاکستان میں صرف 150 کیوبک میٹر (33,000 گیلن) پانی فی فرد کے حساب سے ذخیرہ ہوتا ہے اس کے مقابلے میں یہ اعداد و شمار امریکہ اور آسٹریلیا میں 5000 کیوبک میٹر سے زیادہ اور چین میں 2200 کیوبک میٹر ہیں۔

صدر مشرف نے پاکستان میں کالا باغ کے مقام پر دریائے سندھ پر ایک ڈیم کی تعمیر کی حمایت کر کے بہت سے دشمن بنا لیے ہیں۔ مخالفین اسے اعلیٰ پنجابی طبقے کی جانب سے پانی پر قبضے کی ایک اور کوشش کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس اعلیٰ پنجابی طبقے کو پاکستان میں وفاقی سیاست میں تسلط حاصل ہے۔

حمیرا رتن نے کہا کہ مسئلہ ٹیکنیکل ہونے سے زیادہ سیاسی ہے۔ صوبہ سندھ کو دریائے سندھ کے پانی کے جائز حقوق سے مسلسل محروم رکھا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں ڈیلٹا کا ماحولیاتی نظام روئیدگی کا شکار ہے اور جانداروں کی بیشتر اقسام یا تو معدوم ہو گئی ہیں یا پھر انہیں خطرات لاحق ہیں۔ تقریباً 1.2 ملین ایکڑ قابل کاشت زمین بخر ہو گئی ہے۔ غیر آباد اور بخر زمین کے باعث سندھی باشندے اپنے قدیم اور روایتی وطن سے نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں کیونکہ اب دریائے سندھ زیریں سندھ تک پہنچنے پہنچنے خشک ہو جاتا ہے۔

دریائے سندھ کا اپنے منبع سے سمندر تک پہنچنے کا سفر 2900 کلومیٹر پر محیط ہے۔ اس دوران اس میں 10 بڑے دریا اور شامل ہوتے ہیں اور یہ پاکستان کے صوبوں پنجاب اور سندھ سے گزرتا ہے۔ پاکستان اپنی زرعی آبپاشی کے لیے کئی طور پر دریائے سندھ کے نظام پر انحصار کرتا ہے۔ پاکستان کے وزیر برائے پانی اور توانائی لیاقت علی جتوئی نے عالمی آبی فورم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے پاس ہائیڈرو الیکٹرک پاور کی لامحدود صلاحیت ہے جسے غریبوں کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرنا ضروری ہے۔

سندھ سے ہی تعلق رکھنے والے حمیرا رتن اور منور لغاری نے فورم میں ایک کھلا خط تقسیم کیا جس کے ذریعے جتوئی کو چیلنج کیا گیا تھا۔ صوبوں کی جانب سے سخت مزاحمت کے بعد صدر مشرف نے اس سال کے شروع میں بھاشا اور منڈا ڈیم بنانے کا فیصلہ کیا اور عہد کیا کہ وہ بعد میں کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لیے سرحد اور سندھ کے صوبوں کو آمادہ کریں گے۔ قوم سے اپنے خطاب میں اس مسئلے پر اپنے فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے انہوں نے 2016ء تک، بھاشا، کالا باغ، اکوری، منڈا اور خرم ناگٹی ڈیموں کی تعمیر کا عہد کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کالا باغ ڈیم سندھ کے عوام اور کسانوں کے لیے بہت ضروری ہے۔ اگر انہوں نے اس کی مخالفت جاری رکھی تو ان کی زمینیں بخر ہو جائیں گی اور ملک کے لیے

جینز میں ملیں یہ دہلا پتلا جوڑا عام لوگوں کی ہی طرح تھا لیکن ان کے کندھوں پر بڑی جواہر کے سے چمکتے ہوئے شوش رنگوں کی روایتی اجڑک نے انہیں سب سے زیادہ نمایاں کر دیا تھا۔

منور لغاری اور حمیرا رتن ورلڈ سندھی انٹی نیٹ کی نمائندگی کر رہے تھے اور ساری دنیا سے جمع ہونے والے ان ہزار ہا نوجوانوں میں شامل تھے جو سیکیکو کے دار الحکومت میں 16 تا 22 مارچ تک ہونے والے

چوتھے ورلڈ واٹر فورم میں شرکت کے لیے آئے تھے جس کا مقصد عالمی آبی ایمرنسی سے نمٹنا تھا۔

عالمی سندھی انٹی نیٹ کا کہنا تھا وہ بین الاقوامی فورم میں سندھ کے آبی حقوق کے مسائل سامنے لاتا ہے اور بڑے ڈیموں کی لابی کے خلاف مزاحمت کرتا ہے۔ حکومت پاکستان کا کہنا ہے کہ اسے آبی

ہنگامی صورتحال کا سامنا ہے اس لیے صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لیے بڑے بڑے آبی ذخائر کی تعمیر کی وکالت اور حمایت کرتی ہے۔

صدر جنرل پرویز مشرف کا کہنا ہے کہ کالا باغ ڈیم سمیت کئی بڑے ڈیموں کی تعمیر میں تاخیر زرعی پیداوار اور توانائی کی رسد کو بری طرح نقصان پہنچا سکتی ہے (ان میں کالا باغ ڈیم سب سے زیادہ قابل عمل ہے)۔

انہوں نے عالمی بینک کے ایک تحقیقی مقالے کا حوالہ دیا جس کے مطابق پاکستان پانی کی کمی سے دو چار ممالک میں سے ایک

ڈیمز

وقار مصطفیٰ